آہ! عبدالستار غوری مرحوم

ذرہ ذرہ دہر کا زندانیِ تقدیر ہے
پردۂ مجبوری و بے چارگی تدبیر ہے

اس کائنات کو دیکھنے کے دو طریقے ہیں: ایک حیوانی اور دوسرا انسانی۔ کان اور آنکھیں تو حیوانات کے پاس بھی ہیں، لیکن ان کے کان انھیں سمیع نہیں بناتے اور ان کی آنکھیں انھیں بصیر نہیں بناتیں۔ دوربینیں اور خوردبینیں جو فائدہ انسان کو دیتی ہیں، وہی فائدہ حیوانات کو بھی دیتی ہیں۔ انھیں بھی دور کی چیزیں قریب اور چھوٹی چیزیں بڑی نظر آتی ہیں۔ بے شک، مختلف آلات کی ایجاد نے انسانی حواس کی قوتوں کو بہت بڑھا دیا ہے، لیکن افسوس کہ بصارت کے بڑھنے سے بصیرت کی نفی ہوئی اور سماعت کی ترقی سے سمعیت کی نفی ہوئی۔

ہمارے دوستوں، احباب، رشتہ داروں، اساتذہ اور دوسرے متعلقین کی وفات ہمارے لیے خدا کے ان تازیانوں میں سے ہے، جو ہمیں خواب غفلت سے بیدار کرتے، حق اور حقیقت کی طرف متوجہ کرتے، زندگی کو کھیل کود سے ہٹاتے، ذمہ داریوں کا احساس دلاتے اور سنجیدہ رویوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ تب انسان کی آنکھ اس کے اپنے وجود میں چھپے ہوئے حقائق کو بھی دیکھتی اور کائنات کی دکھائی دینے والی چیزوں کے پیچھے چھپی ہوئی سچائیوں کو بھی دیکھنے لگتی ہے۔ تب اس کے کان زبان سے بولے گئے لفظوں ہی کو نہیں، بلکہ دل سے اٹھتی ہوئی صداؤں کو بھی سننے لگتے ہیں۔

جناب عبدالستار غوری مرحوم نے اگست ۱۹۹۶ء میں ''المورد'' کی ملازمت اختیار کی تھی۔ اس طرح ہماری اور ان کی رفاقت تقریباً ۱۵ برس کی رہی ہے۔ اس سارے عرصے میں ہم نے انھیں ایک بہت ہی شفیق دوست، ہمدرد اور اپنے سبھی ساتھیوں کا خیر خواہ پایا۔ ''المورد'' کے دفتری اوقات میں تقریباً ۱۱ بجے چائے کا وقفہ ہوا کرتا تھا، غوری

صاحب کی خواہش ہوا کرتی تھی کہ سارے ساتھی ان کے کمرے میں آ کر ان کے ساتھ چائے پئیں اور اس کے لیے وہ اپنی طرف سے کچھ اضافی اہتمام بھی کیا کرتے تھے۔ پھر وہاں علمی گفتگوئیں بھی ہوتیں اور اپنی اپنی مشکلات اور الجھنیں بھی زیر بحث آتیں۔ ہر ایک کے ساتھ محبت ہر ایک کو welcome کرنا، یہ ان کا شیوہ تھا۔

مجھے یاد ہے کہ ہماری family میں ایک وفات ہوئی تھی تو ہم نے نصیحت کی عمومی گفتگو اور دعاے مغفرت کے لیے انھیں بلایا تھا۔ وہ نصیحت کی گفتگو اور دعائیں بہت دردمندی اور بڑی محبت سے کیا کرتے تھے۔ اس مجلس میں ہم نے ان کی شخصیت کے اسی پہلو کو بہت نمایاں دیکھا۔ وہاں انھوں نے جس احساس اور جس رقت کے ساتھ دعاے مغفرت کی، وہ بتا رہا تھا کہ وہ خدا پر کیسا یقین، اس کے ساتھ کیسا گہرا تعلق رکھتے اور انسانوں کے ساتھ کیسی محبت اور کتنی شفقت رکھتے ہیں۔

انھوں نے اپنے لیے جس علمی کام کا انتخاب کیا تھا، وہ مذہب کے ساتھ ان کی گہری وابستگی کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کے پیش نظر یہ تھا کہ وہ یہود و نصاریٰ پر امین و صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی سچائی ظاہر کریں، چنانچہ اس کے لیے انھوں نے سابقہ کتب سماوی میں موجود پیش گوئیوں پر کام کیا، ان کے استدلال کو واضح کیا اور اس حوالے سے جو باطل تصورات موجود تھے، انھیں رد کیا۔ یہ ان کا زندگی بھر کا مشن تھا اور اسی میں انھوں نے اپنی عمر عزیز بسر کی۔ امید ہے کہ اب وہ اسی کی محفل میں بیٹھے ہوں گے جس کی وکالت کرتے کرتے وہ دنیا سے چلے گئے۔

ہماری دعا ہے کہ خدا ان کی مغفرت کرے۔ بے شک، وہ خدا کے پسندیدہ کام میں جیے اور اسی کام میں انھوں نے وفات پائی۔

—— محمد رفیع مفتی

(فیلو، المورد)